© rasailojaraid.com

انسان کا ذہنی ارتقاء

پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج
رئیس کلیہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ کراچی

Abstract:

Prof. Dr. Muhammad Shakil Auj is the Dean Faculty of Islamic Studies. He is a renown scholar of Islamic sciences. His Quranic vision in Islamic jurisprudence is unique and popular among the scholars. In this article he has discussed the verse 14 of Sura Nooh (وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَاراً) Different translators and interpreters have mentioned different meanings of the word atwarah. The writer has classified these meanings into four categories and then he has explained them with the help of different examples of translations by different translators. After thorough discussion and debate the writer has pointed out a unique meaning of the word atwarah. He has pointed out that the word atwarah stands for rational, intellectual and academic evolution of the human being. This concept has also been supported by other relevant

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

verses and with reference to the context. In this way this is a new interpretation of this Quranic verse which is a new dimension in the Quranic study.

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ○ (نوح/۱۴)

مذکورہ بالا آیت کے متعدد اور مختلف مفاہیم پر مشتمل تراجم کیے گئے ہیں۔ان ترجموں میں بعض نے انسان کی پیدائش عادیہ سے پہلے کی مختلف ارتقائی حالتوں کو پیشِ نظر رکھا ہے اور بعض نے پیدائش عادیہ کے بعد کی حالتوں کو۔بعض نے وجودانسانی کی پیدائش کے بعد کی کیفیتوں کو ملحوظ رکھا ہے اور بعض نے انسانی پیدائش عادیہ کے تحت اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔

آیت زیرِ بحث میں لفظ اطوارا، کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے ہم نے اسے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ خلقت عادیہ سے پہلے کے مراحل: یعنی نطفہٗ امشاج پھر علقہ پھر مضغہ، پھر عظام پھر لحم اور پھر خلق تام (جیسا کہ المومنون۔۱۴:۲۳)(المومن۔۶۷:۴۰)الدھر۔۲:۷۶)وغیرہ میں تفصیل موجود ہے)(۱)

۲۔ خلقت عادیہ کے بعد کے مراحل: جیسے شیر خواری، پھر بچپن پھر لڑکپن پھر شباب پھر کہولت پھر ضعیفی پھر ارذل العمری۔(۲)

۳۔ بحثیت انسان کے مختلف انواع واقسام: مثلاً کوئی مرد، کوئی عورت، پھر ان میں کوئی صحت مند، کوئی بیمار، کوئی عقلمند، کوئی غبی، کوئی خوبرو، کوئی بدہیئت، کوئی گورا، کوئی کالا، کوئی لمبا، کوئی چھوٹا، کوئی دبلا، کوئی موٹا، کوئی بینا، کوئی اندھا، کوئی امیر، کوئی فقیر، کوئی عالم، کوئی جاہل، کوئی مومن، کوئی کافروغیرہ۔(۳)

۴۔ خلقت غیر عادیہ کے مراحل: یہ وہ مراحل ہیں، جو ابتدائے آفرینش سے انسان پر گزرے ہیں۔مثلاً مٹی پھر مٹی کی بھی مختلف حالتیں، جس کا آخر آدم کہلایا۔چونکہ آدم کو ابتدائی حالت سے موجودہ حالت تک پہنچنے میں ایک طویل زمانہ لگا ہے تو بہت ممکن ہے کہ اس آیت میں اس امر کی طرف اشارہ ہو۔(۴)

بہر حال، اطوارا، کے لفظ میں یہ سارے ہی مطالب شامل ہو سکتے ہیں، جو ہمارے مترجمین کے تراجم میں الگ الگ پائے جاتے ہیں۔''اطوارا'' کا لفظ چونکہ مختلف حدود یا اقسام نیز مختلف مدارج یا احوال، یا اندازے کے مفہوم پر متضمن ہوتا ہے۔(تاج العروس) اس لئے ہمارے ترجمہ نگاروں نے اپنے اپنے ذوق فہم کی مناسبت سے الفاظ کا چناؤ کیا ہے۔مگر میں اس لفظ کا مفہوم، جن الفاظ سے ادا کر رہا ہوں وہ ان چاروں مفاہیم سے کچھ مختلف ہیں۔تاہم وہ جہاں ازروئے لغت درست اور صحیح ہیں۔وہیں عصرِ حاضر کے تقاضوں کے پیشِ نظر برمحل بھی معلوم ہوتے ہیں۔میرے نزدیک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عصرِ حاضر میں انسانی ذہن کے ارتقاء کے پیشِ نظر ''اطوارا'' کا مفہوم حال بہ حال، درجہ بدرجہ ارتقاء پذیر، کے الفاظ سے ادا ہوگا۔ اس مفہوم کے تحت: وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ٥ کا مطلب یہ ہوگا کہ بے شک ہم نے تمہیں بحیثیت نوع ایک حال سے دوسرے حال یا ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں بتدریج ترقی کرتا ہوا انسان بنا کر پیدا کیا ہے، بایں معنیٰ اس آیت میں انسان کے اس ارتقائی سفر کی طرف اشارہ ہے، جو صدیوں پر محیط ہے۔ دراصل یہ سفر، انسان کے ذہنی، علمی اور عقلی ارتقاء کا سفر ہے، جو بحیثیت مجموعی ہمہ دم جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔

جبکہ خلقت عادیہ سے پہلے کی ارتقائی حالت ایک ایسا عمل ہے۔ جو سب جانتے ہیں، اور اب اس عمل میں کوئی ارتقاء نہیں ہو رہا ہے۔ گویا یہ محدود ارتقاء ہے۔ اس ارتقاء کی ابتداء نطفہ اور انتہا خلق تام ہے۔ اور صدیوں سے ایسا ہو رہا ہے اور قیامت تک ایسا ہوتا رہے گا۔ میڈیکل سائنس کا ہر طالب علم اس ارتقاء سے خوب واقف ہے۔

خلقت عادیہ کے بعد کی حالت بھی ایک معلوم اور محدود ارتقاء ہے۔ اس ارتقاء کی ابتداء شیر خواری اور انتہا ارذل العمری ہے۔ یہ ارتقاء بھی ولدِ اول سے نسل آدم میں جاری و ساری ہے اور دن رات مشاہدے میں آتا رہتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ خود انسانی وجود کو اس تجربہ سے گزرنا پڑتا ہے۔

بحیثیت انسان کے مختلف انواع و اقسام کی حالت بھی ہمارے مشاہدے اور تجربے میں نئی نہیں ہے۔ نوعِ انسانی کے مابین متعدد خلقی و غیر خلقی اختلافات ہی دراصل انسان کے اندر تنافس و مسابقت کی راہ باز کرتے ہیں۔ اس قسم میں بڑا تنوع پایا جاتا ہے اور اس تنوع میں پروردگار عالم کی بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ جو صاحبانِ فکر و نظر کے لئے بصیرت کا وافر سامان اپنے اندر رکھتی ہیں۔ یہ حالت بعض صورتوں میں تغیر و تبدل سے گزرتی ہے اور بعض صورتوں میں تخلیقی جبر کا شکار رہتی ہے۔

انسان کی خلقت غیر عادیہ سے مراد انسان کا مٹی سے آدم بننے کا سفر ہے۔ جو خود مختلف مراحل سے گزرا ہے۔ گویا یہ بھی ایک ارتقائی سفر ہے۔ مگر یہ سفر بھی محدود ہے۔ کیونکہ اب کوئی انسان مٹی سے نہیں بن رہا بلکہ نطفہ سے پیدا ہو رہا ہے۔

غرض یہ کہ آیت بالا کی تفسیر و تفہیم میں یہ چاروں مطالب شامل کئے گئے ہیں۔ مگر یہ چاروں مطالب، انسان کے ماضی اور حال سے متعلق ہیں۔ جبکہ میں نے اس کا مفہوم مستقبل کے پہلو سے ادا کیا ہے۔ مستقبل کا پہلو چونکہ ارتقاء کا متقاضی ہے۔ اور یہ وہ ارتقاء ہے، جو انسان کی دنیائے علم و عقل سے عبارت ہے۔ اور بلا شبہ ذہن انسانی کا ارتقاء ہے۔ جو فقط ماضی سے متعلق ارتقائی تاریخ نہیں، جو شاملِ نصاب ہو کر محدود ہو گیا ہو بلکہ یہ وہ ارتقاء ہے، جو غیر محدود ہے۔ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر لمحہ ترقی پذیر اور ہر آن فروغ پذیر انسان کا ذہنی سفر کہاں جا کے ٹھہرے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میرے خیال میں یہی وہ حقیقت ہے کہ جو پروردگارِ عالم اس آیت میں بیان فرما رہا ہے۔ کیونکہ یہ آیت جس سیاقِ کلام میں آئی ہے۔ اس کے پیشِ نظر، اس کا یہی مفہوم زیادہ قرینِ صواب ہے۔ سیاق کلام کے لئے آیات ملاحظہ ہوں۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا o وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْراً وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجاً o وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتاً o ثُمَّ يُعِيْدُ كُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجاً o وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَ رْضَ بِسَاطاً o لِتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلاً فِجَاجاً o

(نوح/ ۲۰:۱۵)

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے سات آسمان کس طرح باہم مطابق و موافق تخلیق فرمائے۔ اور کس طرح چاند کو ان میں روشن کیا اور سورج کو چراغ بنایا (جو روشنی اور حرارت کا مجموعہ ہے) اور اللہ نے کس طرح تم کو زمین سے سبزہ کی طرح پیدا کر کے نشو و نما بخشی۔ پھر وہ تمہیں اس زمین میں پھر لے جائے گا اور پھر تمہیں باہر نکالے گا۔ اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو (باوجود گول ہونے کے) ہموار مناسب کیا تا کہ تم اس کے کشادہ راستوں پر بہ آسانی چل سکو۔

یہ وہ آیات ہیں، جو اپنے مطالب کی تفہیم و تفسیر کے لئے انسان کے علمی و عقلی ارتقاء کی پرزور متقاضی ہیں۔ ظاہر ہے کہ آسمانی نظام نیز اس میں شمس و قمر اور خود زمین سے انسانی وجود کی تخلیق پذیری کو سمجھنے کے لئے، انسان کا ذہنی ارتقاء ناگزیر ہے۔ یعنی ایسا ارتقاء جو دم بدم بڑھتا جائے تا کہ وہ تدبر کی نظر کرتے ہوئے آیات میں مذکور، جہان پوشیدہ کی حقیقت کو سمجھ سکے۔

اس لئے آیت زیرِ بحث کی ماقبل آیت میں آیا ہے:

مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًاo (نوح۔ ۱۳)

ترجمہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے عزت و عظمت اور جلال و برتری کے حصول کے طلب کرنے والے نہیں بنتے ہو۔ اس امر کی طلب کہ وہ تمہیں حالتِ موجودہ سے بھی بلند تر مقامات عطا فرما سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے تمہیں ایسا ہی ترقی کرنے والا ذہن دیکر تخلیق کیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری (متوفی ۱۹۹۸ء) نے اس آیت کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے۔ ''اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا ہے۔'' اور امین احسن اصلاحی (متوفی ۱۹۹۷ء) نے بایں الفاظ ''اس نے تم کو خلقت کے مختلف مراحل سے گزارا'' واضح ہو کہ یہ دونوں تراجم انسان کی خلقت عادیہ وغیر عادیہ ہر دو کی ترجمانی کرتے ہیں۔

۲۔ امام قرطبی مالکی (متوفی ۶۷۱ھ) نے اپنی تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں لکھا ہے۔ " وقیل اطوارا: صبیاناً ثم شبانا ثم شیوخا وضعفا " اس مفہوم پر مشتمل کوئی ترجمہ تو نہیں ملتا۔ البتہ ترجمہ کے ذیل میں یہ مفہوم ضرور ملتا ہے۔ اس لئے راقم نے اسے ترجمے کے طور پر نمایاں کر دیا ہے۔

۳۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ ''وقیل اشارۃ الیٰ نحو قولہ و اختلاف السنتکم و الوانکم ای مختلفین فی الخلق و الخلق'' عبدالحق حقانی کے ہاں اس آیت کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔ ''اس نے تم کو رنگ برنگ کا پیدا کیا'' اور فتح محمد جالندھری نے اس طرح کیا ہے۔ ''اس نے تم کو طرح طرح (کی حالتوں) کا پیدا کیا ہے۔''

۴۔ محمد علی (لاہوری) اپنی تفسیر بیان القرآن (حاشیہ زیرِ آیت) میں لکھتے ہیں۔ ''یہ حالات مختلفہ وہی ہیں، جنہیں قرآنِ کریم نے مختلف جگہوں پر بیان کیا ہے۔ مثلاً پہلے مٹی کی حالت پھر اس سے کئی حالتوں میں تبدیل ہو کر یعنی نبات کی حالت میں گزر کر جس کا آگے آیت ۱۷ میں ہے۔ (بیان القرآن مطبوعہ ۱۹۷۲ء) اور محمد علی نے زیرِ بحث آیت کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے۔ ''اس نے تمہیں مختلف حالات میں سے (گزار کر) پیدا کیا ہے۔''

© rasailojaraid.com